93111 ـ قرآن مجید کامل ہے تو پھر حدیث کی ضروت کیا ہے ؟

سوال

اگر قرآن مجید کامل اور شریعت کے لیے پورا ہے تو پھر حدیث کی کیا ضرورت ہے ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

اول:

دشمان دین اسلام ابھی تك اللہ كی شریعت پر مختلف صورتوں اور اسالیب كے ساتھ طعن و تشنیع كر رہے ہیں، اور دین اسلام كے بارہ میں مسلمانوں میں اپنے شبہات اور گمراہیاں پھیلا رہے ہیں، اور بعض كمزور ایمان اور جاہل قسم كےمسلمان ان كے پیچھے چل نكلتے ہیں، اگر ان عام لوگوں میں سے كوئی ایك بھی ذرا سا بھی غور و فكر كرے تو اسے معلوم ہو جائیگا كہ ان دشمان اسلام كے شبہات بالكل خالی ہیں، اور ان كی كوئی دلیل نہیں ہے.

ایك عام شخص كے لیے اس شبہ كو رد كرنے كا آسان سا طریقہ یہ ہے كہ وہ اپنے آپ سے دریافت كرے: وہ ظہر كی كتنی ركعات ادا كرتا ہے، اور زكاۃ كا نصاب كیا ہے ؟

یہ آسان سے دو سوال ہیں جن سے كوئی ایك مسلمان بےپرواہ نہیں ہو سكتا اور ان دونوں كا جواب وہ كتاب اللہ میں نہیں پائیگا، وہ یہ پائیگا كہ اللہ سبحانہ و تعالی نے اسے نماز اور زكاۃ كی ادائیگی كا حكم دیا ہے، تو وہ اللہ كے احكام كو بغیر سنت نبویہ دیكھے كس طرح نافذ كر سكتا ہے ؟

ایسا كرنا محال اور ناممكن ہے، اسی لیے قرآن مجید كے لیے سنت كی ضرورت حدیث كے لیے قرآن كی ضرورت سے زیادہ ہے! جیسا كہ امام اوزاعی رحمہ اللہ كا كہنا ہے:

" كتاب اللہ كو سنت كے مقابلہ میں سنت كی زیادہ ضرورت ہے، اور سنت كو كتاب اللہ كی كم "

دیكھیں: البحر المحیط للزركشی (6 / 11).

اور ابن مفلح نے اسے تابعی مكحول رحمہ اللہ سے بھی نقل كیا ہے.

دیکھیں: الآداب الشرعیۃ (2 / 307).

سائل کے بارہ میں ہمارا گمان اچھا اور بہتر ہی ہے، ہمارے خیال میں اس نے یہ سوال اس طرح کی باتیں کرنے والے کا رد کرنے کے لیے دریافت کیا ہے، تا کہ وہ اسے جواب دے سکے جو قرآن کریم کی تعظیم کا گمان لیے پھرتا ہے.

دوم:

جو شخص یہ گمان کرتا ہے کہ مسلمانوں کے لیے سنت نبویہ کی کوئی ضرورت نہیں بلکہ صرف قرآن مجید ہی کافی ہے اس کا رد کرتے ہوئے یہ کہا جائيگا:

اس سے تو وہ اللہ تعالی کے فرمان کا رد کر رہا ہے جو کتاب عزیز میں بہت ساری آیات میں ہے کہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جو لائے ہیں اسے قبول کیا جائے، اور جس سے منع کریں اس سے رکا جائے، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و فرمانبرداری کی جائے ان آیات میں درج ذیل آیات شامل ہیں:

فرمان باری تعالی ہے:

اور رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہیں جو دیں اسے لے لیا کرو، اور جس سے منع کریں اس سے رك جاؤ، اور اللہ تعالی کا تقوی اختیار کرو، یقینا اللہ تعالی سخت سزا دینے والا ہے الحشر (7).

کہہ دیجئے کہ اللہ تعالی کا حکم مانو، اور رسول اللہ کی اطاعت کرو، پھر بھی اگر تم نے روگردانی کی تو رسول کے ذمے تو صرف وہی ہے جو اس پر لازم کر دیا گیا ہے، اور تم پر اس کی جوابدہی ہے جو تم پر رکھا گیا ہے، ہدایت تو تمہیں اسی وقت ملےگی جب تم رسول اللہ کی اطاعت کروگے، اور رسول اللہ کے ذمہ تو صرف صاف صاف پہنچا دینا ہے النور (54).

اور ایك مقام پر ارشاد باری تعالی ہے:

اور ہم نے ہر رسول کو صرف اسی لیے بھیجا کہ اللہ کے حکم سے اس کی فرمانبرداری کی جائے النساء (64).

اور ایك مقام پر اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

تیرے رب کی قسم یہ اس وقت تك مومن ہی نہیں ہو سکتے جب تك کہ وہ آپس کے تمام اختلافات میں آپ کو حاکم تسلیم نہ کر لیں، پھر آپ جو ان میں فیصلہ کر دیں اس کے متعلق اپنے دل میں کسی طرح کی تنگی اور ناخوشی نہ پائیں اور فرمانبرداری کے ساتھ قبول کر لیں النساء (65).

قرآن مجید ہی کافی ہے اور سنت کی کوئی ضرورت نہیں جیسا گما نرکھنے والا شخص ان آیات کا کریگا ؟ اور ان آیات میں موجود اللہ تعالی کے حکم کو کیسے بجا لائیگا ؟

اس کے علاوہ ہم نے ابتدا میں اختصار کے ساتھ جو کہا تھا کہ اللہ تعالی نے اپنی کتاب عزیز میں جس نماز کا حکم دیا ہے وہ اسے کس طرح ادا کریگا ؟ نمازوں کی تعداد کتنی ہے ؟ اور نماز کی شروط کیا ہیں ؟ اور نماز کن اشیاء سے باطل ہو جاتی ہے ؟ اس کے اوقات کیا ہیں ؟

اور باقی عبادات مثلا نماز، حج اور روزہ اور باقی شعائر دین اور احکام میں بھی آپ اسی طرح کہہ سکتے ہیں.

اور پھر وہ اللہ تعالی کے درج ذیل فرمان کی تطبیق اور تنفیذ کیسے کریگا ؟

فرمان باری تعالی ہے:

چوری کرنے والے مرد اور چوری کرنے والی عورت کے ہاتھ کاٹ دیا کرو، یہ بدلہ ہے اس کا جو انہوں نے کیا، اللہ کی جانب سے، اور اللہ تعالی قوت و حکمت والا ہے المآئدۃ (38).

چوری کا نصاب کیا ہے جس میں ہاتھ کاٹا جائیگا ؟

اور ہاتھ کہاں سے کاٹا جائیگا ؟

اور کیا دایاں کاٹا جائیگا، یا کہ بایاں ہاتھ ؟

اور پھر مسروقہ چیز میں کیا شروط ہونگی ؟

اسی طرح آپ باقی حدود مثلا زنا اور تہمت و قذف اور لعان وغیرہ میں کہہ سکتے ہیں.

بدر الدین الزرکشی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

الرسالۃ میں امام شافعی رحمہ اللہ کا قول ہے: " رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و فرمانبرداری کی فرضیت کا باب "

اللہ تعالی کا فرمان ہے:

جس نے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی .

اور ہر وہ فریضہ جو اللہ نے اپنی کتاب عزیز میں فرض کیا ہے مثلا حج اور نماز اور زکاۃ اگر اس کا بیان اور تفصیل

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نہ کرتے تو ہمیں پتہ ہی نہ ہوتا کہ اس کی ادائیگی کس طرح ہو گی، اور نہ ہی ہم کوئی عبادت ادا کر سکتے تھے، جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم شریعت میں یہ مقام اور مرتبہ رکھتے ہیں تو پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت حقیقت میں اللہ کی اطاعت ہے.

دیکھیں: البحر المحیط (6 / 7 ـ 8).

اور جس طرح ایک مسلمان یہ دیکھتا ہے کہ اپنے آپ کو اہل قرآن کہنے والا یہ گمان رکھتا ہے کہ وہ قرآن مجید کی تعظیم کر رہا ہے، حالانکہ وہ قرآن مجید کا سب سے بڑا مخالف خود ہے اور دین سے خارج ہونے والوں میں سب سے بڑا ہے؛ کیونکہ اس نے دین اور احکام دین کی ادائیگی کے لیے قرآن مجید کو کافی بنا لیا ہے، تو اس طرح وہ ضرور بالضرور سنت نبویہ میں موجود احکام پر عمل نہ کرنے کی وجہ سے کافر ہو گا، یا پھر وہ اس پر عمل کریگا تو وہ اس کا تناقض اور مخالف ہے!

سوم:

اللہ سبحانہ و تعالی نے اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دین اسلام دے کر مبعوث کیا، اور یہ عظیم نعمت صرف اکیلا قرآن ہی نہیں، بلکہ یہ قرآن اور سنت ہے، اور جب اللہ سبحانہ و تعالی نے امت پر احسان کا ذکر کرتے ہوئے دین کے مکمل اور اس نعمت کی تکمیل بیان کی تو اس سے مقصود نزول قرآن نہیں تھا، بلکہ قرآن و سنت میں احکام دین کی تکمیل مراد تھی، اس کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالی کا اپنے بندوں پر اس نعمت کو پورا کرنے اور اکمال دین کی خبر دینے کے بعد بھی کئی آیات کا نزول ہے.

فرمان باری تعالی ہے:

آج میں نے تمہارے لیے تمہارے دین کو کامل کر دیا اور اپنا انعام بھرپور کر دیا، اور تمہارے لیے اسلام کے دین ہونے پر رضامند ہو گیا المآئدۃ (3).

بدر الدین زرکشی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

قولہ تعالی:

آج میں نے تمہارے لیے تمہارے دین کو پورا کر دیا .

یعنی: میں نے تمہارے لیے احکام پورے کر دیے، نہ کہ قرآن؛ کیونکہ اس آیت کے بعد کئی ایک آیات نازل ہوئی ہیں جن کا احکام سے تعلق نہ تھا.

دیکھیں: المنثور فی القواعد (1 / 142).

اور ابن قیم رحمہ اللہ کہتے ہیں:

اللہ سبحانہ و تعالی نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے اپنی کلام اور اپنے رسول کی کلام سے وہ سب کچھ بیان کیا جو حرام ہے اور جو حلال ہے، اور جس کا حکم دیا اور جس سے منع کیا، اور وہ سب کچھ جو معاف کیا، تو اس طرح اس کا دین کامل ہو گیا جیسا کہ اللہ تعالی کا فرمان ہے:

آج کے دن میں نے تمہارے دین کو تمہارے لیے مکمل کر دیا ہے، اور تم پر اپنی نعمت بھرپور کر دی ہے .

دیکھیں: اعلام الموقعین (1 / 250).

چہارم:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کیا ہے کہ جس سنت کو وہ لائے ہیں وہ اللہ کی جانب سے ہونے اور حجت اور بندوں پر لازم ہونے کے اعتبار سے مثل قرآن ہے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے امر و نہی کے معاملات میں صرف اکیلے قرآن مجید کو لینے سے ڈرایا ہے، اور حرام کی مثال دے کر واضح کیا جو صرف سنت نبویہ میں ہے اور اس کا قرآن مجید میں ذکر نہیں، بلکہ قرآن مجید میں اس کی حلت کا اشارہ پایا جاتا ہے اور یہ سب کچھ ایك ہی حدیث میں بیان ہوا ہے.

مقدام بن معدیکرب رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" خبردار مجھے کتاب اور اس کے ساتھ اس کی مثل دی گئی ہے، خبردار قریب ہے کہ ایك پیٹ بھر کر کھانا کھایا ہوا شخص اپنے پلنگ پر بیٹھ کر یہ کہنے لگے: تم اس قرآن مجید کو لازم پکڑو، اس میں تم جو حلال پاؤ اسے حلال جانو، اور اس میں جو تمہیں حرام ملے اسے حرام جانو.

خبردار میں نے تمہارے لیے نہ تو گھریلو گدھے کا گوشت حلال ہے، اور نہ ہی ہر کچلی والے وحشی جانور کا "

سنن ابو داود حدیث نمبر (4604) علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح ابو داود میں اسے صحیح قرار دیا ہے.

اللہ تعالی کے دین سے صحابہ کرام یہی سمجھے تھے:

عبد اللہ رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

" اللہ تعالی نے جسم گدوانے اور گودنے والی، اور ابرو کے بال اکھیڑنے والی اور خوبصورتی کے لیے دانت رگڑ کر

الله کی خلق میں تبدیلی کرنے والی پر لعنت فرمائی ہے، بنو اسد کی ایك عورت ام یعقوب کو یہ بات پہنچی تو وہ آ کر کہنے لگی:

مجھے یہ پتہ چلا ہے کہ آپ نے ایسی ایسی عورت پر لعنت کی ہے، تو انہوں نے فرمایا: میں کیوں نہ اس پر لعنت کروں جس پر اللہ تعالی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی ہے اور جو کتاب اللہ میں بھی ہے ؟

تو وہ عورت کہنے لگی: میں نے دونوں جلدوں کے درمیان جتنا بھی قرآن ہے اسے پڑھا ہے لیکن آپ جو کہہ رہے ہیں مجھے تو نہیں ملا.

عبد اللہ رضی اللہ تعالی عنہ کہنے لگے: اگر تم نے پڑھا ہوتا تو تم اسے ضرور پاتی؛ کیا تم نے یہ فرمان باری تعالی نہیں پڑھا:

اور رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہیں جو دیں وہ لے لو اور جس سے منع کریں اس سے رك جاؤ الحشر (7).

تو وہ عورت کہنے لگی کیوں نہیں پڑھا، چنانچہ عبد اللہ رضی اللہ تعالی عنہ کہنے لگے: تو پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے، تو وہ عورت کہنے لگی: میرے خیال میں تو یہ آپ کی بیوی بھی کرتی ہے.

عبد اللہ رضی اللہ تعالی عنہ کہنے لگے: جاؤ جا کر دیکھ لو چنانچہ وہ ان کے گھر گئی تو اسے وہ کچھ نظر نہ آیا جو وہ چاہتی تھی.

تو عبد اللہ رضی اللہ تعالی کہنے لگے: اگر ایسا ہوتا تو وہ ہمارے ساتھ ہی نہ رہتی "

صحیح بخاری حدیث نمبر (4604) صحیح مسلم حدیث نمبر (2125).

تابعین عظام اور آئمہ اسلام نے بھی اللہ کے دین سے یہی سمجھا، وہ اس کے علاوہ کو نہیں جانتے تھے، وہ یہ سمجھتے تھے کہ استدلال اور التزام کے اعتبار سے ان دونوں میں کوئی فرق نہیں، اور سنت نبویہ قرآن مجید میں جو کچھ ہے اس کی وضاحت ہے.

اوزاعی حسان بن عطیہ سے بیان کرتے ہیں کہ:

" جبریل علیہ السلام رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر سنت لے کر نازل ہوا کرتے تھےاور سنت قرآن کی تفسیر بیان کرتی ہے.

اور ایوب سختیانی کہتے ہیں:

" جب کسی آدمی کے سامنے حدیث بیان کرو تو وہ یہ کہے: یہ رہنے دو ہمیں قرآن میں سے کچھ بیان کرو، تو تم یہ جان لو کہ وہ خود بھی گمراہ ہے اور دوسروں کو گمراہ کرنے والا ہے.

اور اوزاعی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

اللہ تعالی کا فرمان ہے:

جو رسول کی اطاعت کرتا ہے اس نے اللہ کی اطاعت کی .

اور فرمان باری تعالی ہے:

اور رسول کریم تمہیں جو دیں وہ لے لو، اور جس سے منع کریں اس سے رك جاؤ .

اوزاعی کا کہنا ہے:

قاسم بن مخیمرہ کہتے ہیں: رسول کریم صلی اللہ وسلم جب فوت ہوئے اور وہ حرام تھا تو وہ قیامت تك حرام ہے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی موت کے وقت جو حلال تھا وہ قیامت تك حلال ہے.

دیکھیں: الآداب الشریعۃ (2 / 307).

بدر الدین زرکشی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" حافظ دارمی کا کہنا ہے: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" مجھے قرآن مجید اور اس کی مثل دیا گیا ہے "

وہ سنن جس کا قرآن مجید میں بالنص ذکر نہیں، اور وہ اللہ کے ارادہ سے مفسر شدہ ہیں، مثلا گھریلو گدھے کے گوشت کی حرمت، اور ہر کچلی والا وحشی جانور، یہ دونوں قرآن مجید کی نص میں نہیں ہیں.

اور جو حدیث ثوبان مروی ہے جس میں بیان ہوا ہے کہ احادیث کو قرآن پر پیش کرو اس کے متعلق امام شافعی رحمہ اللہ " الرسالۃ " میں کہتے ہیں:

جس کی چھوٹی یا بڑی چیز میں حدیث ثابت ہے اس میں سے اسے کسی نے بھی روایت نہیں کیا "

اور امام المحدثین یحي بن معین رحمہ اللہ نے اس حدیث پر موضوع کا حکم لگایا ہے، کہ اس حدیث کو زنادقہ نے گھڑا ہے ابن عبد البر کتاب " جامع بیان العلم " میں کہتے ہیں:

عبد الرحمن بن مهدی کا کہنا ہے: زنادقہ اور خوارج نے یہ حدیث وضع کی:

" تمہارے پاس جو آئے اسے کتاب اللہ پر پیش کرو، اگر تو وہ کتاب اللہ کے موافق ہو تو وہ میں نے کہا ہے، اور اگر وہ مخالف ہو تو میں نے نہیں کہا "

حافظ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

یہ صحیح نہیں، اور کچھ لوگوں نے اسے قرآن پر پیش کیا اور وہ کہنے لگے: ہم اسے کتاب اللہ پر پیش کرتے ہیں تو یہ کتاب اللہ کے مخالف ہے؛ کیونکہ ہم اس میں یہ نہیں پاتے کہ: وہی حدیث قبول کرو جو کتاب اللہ کے موافق ہو، بلکہ ہم تو کتاب اللہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور آپ کی مخالفت سے ہر حالت میں بچنے کا حکم پاتے ہیں " انتہی

اور ابن حبان رحمہ اللہ " صحیح ابن حبان " میں لکھتے ہیں:

" قولہ صلی اللہ علیہ وسلم: " میری طرف سے آگے پہنچا دو چاہے وہ ایك آیت ہی ہو "

اس میں دلالت ہے کہ سنت کو آیت کہا جا سکتا ہے .

دیکھیں: البحر المحیط (6 / 7 ـ 8).

پنجم:

حدیث قرآن مجید کی شرح ہے جس کی علماء کرام نے کئی ایك وجوہات بیان کی ہیں جن میں سے کئی ایك یہ ہیں:

سنت قرآن مجید کی موافق ہوتی ہے، اور مطلق کو مقید کرتی ہے، اور اس کے عام کو خاص کرتی ہے، اور مجمل کی تفسیر کرتی ہے، اور اس کے حکم کے لیے ناسخ بھی ہوتی ہے، اور نیا حکم بھی لاتی ہے، بعض علماء کرام اسے تین مرتبوں میں جمع کرتے ہیں.

ابن قیم رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" مسلمان شخص کے لیے یہ اعتقاد رکھنا واجب ہے کہ نبکریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث صحیحہ میں کوئی ایك حدیث بھی کتاب اللہ کے مخالف نہیں، بلکہ احادیث کے قرآن مجید کے ساتھ تین مراتب ہیں:

پہلا مرتبہ:

نازل شدہ کتاب اللہ نے جس کی گواہی دی ہے حدیث بھی اس کے موافق اور اس کی گواہی دیتی ہے.

دوسرا مرتبہ:

وہ احادیث جو کتاب اللہ کی تفسیر بیان کرتی ہیں، اور اللہ تعالی کی مراد اور اس کے مطلق کو مقید کرتی ہیں.

تیسرا مرتبہ:

وہ احادیث جن میں وہ حکم بیان ہوا ہے جس سے کتاب اللہ ساکت ہے اسے واضح کرتی ہے.

ان تینوں اقسام میں سے کسی ایك کو بھی رد کرنا جائز نہیں، کتاب اللہ کے ساتھ سنت نبویہ کو چوتھا مرتبہ نہیں ہے.

امام احمد رحمہ اللہ نے اس قول کے قائل کا انکار کیا ہے کہ سنت کتاب اللہ کو ختم کرتی ہے، امام احمد نے فرمایا: بلکہ سنت نبویہ کتاب اللہ کی تفسیر و وضاحت کرتی ہے.

اللہ تعالی اور اس کے رسول بھی اس کی گواہی دیتے اور شاہد ہیں کہ کوئی ایك بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح حدیث ایسی وارد نہیں جو کتاب اللہ سے تناقض رکھتی ہو اور مخالف ہو، یہ کیسے ہو سکتا ہے حالانکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو کتاب اللہ کی وضاحت کرنے والے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہی کتاب اللہ نازل ہوئی ہے، اور اللہ نے ان کی اس طرف راہنمائی کی، اور وہ اس کی اتباع کے مامور ہیں اور پھر ساری مخلوق میں سے وہ ہی اس کی تفسیر کا زیادہ علم رکھنے والے ہیں ؟!

اگر احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو رد کرنا جائز ہو تو آدمی کتاب اللہ کے ظاہر سے سمجھ نہ سکے تو اس طرح اکثر احادیث رد ہو جائینگی اور بالکل باطل ہو کر رہ جائینگی.

اور جس شخص کے سامنے بھی کوئی صحیح حدیث پیش کی جائیگی جو اس کے مذہب اور ذہن کے خلاف ہو تو اس کے لیے عمومی یا مطلق آیات سے چمٹ جانا ممکن ہو گا، اور وہ یہ کہے گا: یہ حدیث اس آیت کے عموم اور اطلاق کے مخالف ہے لہذا ہم قبول نہیں کرتے.

حتی کہ رافضی (غالی قسم کے شیعہ) اللہ انہیں تباہ کرے بعینہ وہ اس راہ پر چلتے ہوئے صحیح اور ثابت شدہ احادیث کو رد کرتے ہیں، وہ اس حدیث کو بھی رد کرتے ہي:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" ہمارا وارث نہیں بنا جاتا ہم جو ترکہ چھوڑتے ہیں وہ صدقہ ہے "

ان کا کہنا ہے یہ حدیث کتاب اللہ کے مخالف ہے فرمان باری تعالی ہے:

اللہ تعالی تمہارے لیے تمہاری اولاد میں وصیت کرتا ہے لڑکے کو دو لڑکیوں کے برابر ہے .

اور جھمیوں نے اللہ کی صفات میں ثابت شداہ احادیث کو رد کیا ہے اور دلیل یہ دی ہے:

اس کی مثل کوئی چیز نہیں .

اور خوارج نے شفاعت اور موحدین میں سے اہل کبیرہ کو جہنم سے نکالنے والی احادیث کو ظاہر قرآن کی بنا پر رد کیا ہے.

اور جھمیہ نے رؤیت والی احادیث کو ظاہر قرآن کی بنا پر رد کیا ہے، حالانکہ یہ احادیث بکثرت اور صحیح ہیں اور دلیل یہ دی ہے:

اسے آنکھیں نہیں پا سکتیں .

اور قدریہ نے ظاہری قرآن سے انہیں جو سمجھ آئی ہے قدر والی احادیث رد کر دیں.

ہر فرقہ نے ظاہر قرآن سے انہیں جو سمجھ آئی اس کی بنا پر احادیث کو رد کر دیا.

یا تو ان سب احادیث کو رد کرنے کا دروازہ کھٹکھٹایا جائے یا پھر ان سب احادیث کو قبول کرنے کا دروازہ کھٹکھٹایا جائے، اور ظاہر قرآن سے سمجھ کی بنا پر اس میں سے کوئی حدیث بھی رد نہ کی جائے، لیکن کچھ احادیث کو رد کرنا اور کچھ احادیث قبول و تسلیم کرنا ۔ اور مقبول احادیث کو ظاہر قرآن کی طرف اسی طرح منسوب کرنا جس طرح مردود احادیث منسوب کرتے ہیں ۔ اس میں تناقض ظاہر ہے.

جس کسی نے بھی ظاہر قرآن کی سمجھ کی بنا پر احادیث کو رد کیا مگر اس کے مقابلے میں اس سے زیادہ احادیث قبول کیں حالانکہ وہ بھی اسی طرح تھیں.

امام شافعی اور امام احمد نے ظاہر قرآن کی بنا پر ہر کچلی والے وحشی جانور کی حرمت والی احادیث رد کرنے والے پر انکار کیا جنہوں نے درج ذیل آیت کی بنا پر حدیث رد کی:

کہہ دیجئے جو میری طرف وحی کی گئی ہے میں اس میں حرام نہیں پاتا ... الآیۃ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے شخص پر انکار کیا جس نے وہ سنت رد کی تھی جو قرآن میں ذکر نہیں لیکن اس نے قرآن کے مخالف ہونے کا دعوی نہیں کیا تھا، تو پھر جو شخص یہ دعوی کرے کہ سنت اور حدیث قرآن کے

مخالف ہے تو آپ کا اس شخص کے بارہ میں انکار کیسا ہو گا؟

دیکھیں: الطرق الحکمیۃ (65 ۔ 67).

علامہ البانی رحمہ اللہ کا " اسلام میں حدیث کا مقام و مرتبہ اور قرآن کے ساتھ اس سے مستغنی نہیں ہو ا جا سکتا " کے عنوان پر ایك پمفلٹ ہے جس میں درج ہے:

" آپ سب جانتے ہیں کہ اللہ تبارك و تعالی نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت و رسالت کے لیے چنا اور اختیار کیا اور ان پر قرآن کریم نازل فرمایا، اور اس میں حکم دیا ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو حکم دیا گیا ۔ اس میں یہ بھی شامل ہے کہ وہ اسے لوگوں کے لیے بیان کر دیں.

فرمان باری تعالی ہے:

اور ہم نے آپ کی طرف یہ ذکر (کتاب) نازل کیا ہے تا کہ لوگوں کی جانب جو نازل کیا گیا ہے آپ اسے کھول کر بیان کر دیں النحل (44).

میرے رائے میں اس آیت میں جو بیان مذکور ہے وہ دو قسم کے بیان پر مشتمل ہے:

اول:

لفظ اور نظم کا بیان، اور وہ قرآن کی تبلیغ، اور عدم کتمان اور امت کی طرف اس کی ادائیگی ہے، بالکل اسی طرح جس طرح اللہ تعالی نے آپ کے دل پر نازل کیا ہے، اور درج ذیل آیت سے بھی یہی مراد ہے:

اے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کی طرف جو آپ کے رب کی جانب سے نازل کیا گیا ہے اسے پہنچا دیں المآئدۃ (67).

سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا بیان کرتی ہیں:

" جس نے بھی آپ کو یہ کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تبلیغ سے کچھ چھپایا ہے تو اس نے اللہ تعالی پر بہت بڑا جھوٹ اور بہتان باندھا، اور پھر عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا نے مذکورہ بالا آیت کی تلاوت کی "

اسے بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے.

اور مسلم کی روایت میں ہے:

" اگر رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم تبليغ كے معاملہ ميں كچھ چھپانا چاہتے تو اللہ تعالى كا يہ فرمان چھپاتے:

جب آپ اس شخص سے كہہ رہے تھے جس پر اللہ نے بھى كيا اور تو نے بھى كہ تو اپنى بيوى كو اپنے پاس ركھ اور اللہ سے ڈر اور تو اپنے دل ميں وہ بات چھپائے ہوئے تھا جسے اللہ ظاہر كرنے والا تھا، اور تو لوگوں سے خوف كھاتا تھا، حالانكہ اللہ تعالى اس كا زيادہ حق دار تھا كہ تو اس سے ڈرے الاحزاب (37).

دوم:

لفظ يا جملہ يا آيت كے معانى كا بيان جس كى امت محتاج اور ضرورتمند ہے، اور يہ اكثر طور پر مجمل يا عام يا مطلق آيات ميں ہے، تو حديث اس مجمل كى وضاحت، اور اس عام كى تخصيص اور مطلق كو مقيد كرتى ہے، تو يہ نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم كے قول سے ہو گا جس طرح آپ كے فعل اور اقرار سے ہے.

اس كى مثال يہ فرمان بارى تعالى ہے:

چورى كرنے والے مرد اور چورى كرنے والى عورت كے ہاتھ كاٹ دو المآئدۃ (38).

ہاتھ كى طرح يہاں چور بھى مطلق ہے، ان ميں سے پہلے كو قول سنت نے بيان كيا اور چور كو ايك چوتھائى دينار كى چورى سے درج ذيل فرمان نبوى ميں مقيد كيا ہے:

" ايك چوتھائى دينار يا اس سے زائد ميں ہاتھ كاٹا جائيگا اس سے كم ميں نہيں "

اسے بخارى اور مسلم نے روايت كيا ہے.

اور اسى طرح دوسرے كا بيان نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم كے فعل يا صحابہ كرام كے فعل اور نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم كے اقرار سے ثابت ہے كہ:

" وہ چور كا ہاتھ كلائى سے كاٹتے تھے، جيسا كہ كتب احاديث ميں معروف ہے، اور قولى سنت نے تيمم والى آيت ميں مذكور ہاتھ كى وضاحت بھى كى ہے فرمان بارى تعالى ہے:

تو تم اپنے چہروں اور ہاتھوں كا مسح كرو النساء (43) اور المآئدۃ (6).

يہاں ہتھيلى مراد ہے، جو نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم كے درج ذيل فرمان ميں ہے:

" تيمم يہ ہے كہ چہرے اور ہتھيليوں كے ليے ايك بار ہاتھ زمين پر مارا جائے "

اسے احمد اور بخاری و مسلم وغیرہ نے عمار بن یاسر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کیا ہے.

ذیل میں ہم چند دوسری آیات پیش کرتے ہیں جن سے اللہ کی مراد صرف سنت نبویہ کے ذریعہ ہی سمجھی جا سکتی ہے:

1 ـ فرمان باری تعالی ہے:

جو لوگ ایمان رکھتے ہیں اور اپنے ایمان کو ظلم کے ساتھ مخلوط نہیں کرتے ایسوں کے لیے امن ہے اور وہی راہ راست پر چل رہے ہیں **الانعام** (82).

اس آیت میں موجود لفظ ظلم سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عمومی ظلم سمجھے چاہے وہ چھوٹا ظلم ہی ہو، اسی لیے ان کے لیے اس آیت میں اشکال پیدا ہوا تو انہوں نے عرض کیا:

اے اللہ تعالی کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں سے کون ہے جس کا ایمان ظلم کے ساتھ مخلوط نہ ہو گا ؟

تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" اس سے یہ مراد نہیں، بلكہ وہ تو شرك ہے؛ کیا تم نے لقمان کا قول نہیں سنا:

یقینا شرك ظلم عظیم ہے . لقمان (13) .

اسے بخاری اور مسلم وغیرہ نے روایت کیا ہے.

2 ـ فرمان باری تعالی ہے:

اور جب تم سفر میں جا رہے ہو تو تم پر نمازوں کے قصر کرنے میں کوئی گناہ نہیں، اگر تمہیں ڈر ہو کہ کافر تمہیں ستائینگے النساء (101).

اس آیت کا ظاہر یہ تقاضا کرتا ہے کہ سفر میں نماز قصر کرنا خوف کے ساتھ مشروط ہے، اسی لیے بعض صحابہ کرام نے دریافت کرتے ہوئے عرض کیا تھا:

اب تو ہم امن میں ہیں تو پھر کیوں نماز قصر کر رہے ہیں ؟

چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" یہ صدقہ ہے جو اللہ تعالی نے تم پر صدقہ کیا ہے، اسے قبول کرو "

اسے مسلم نے روایت کیا ہے.

3 ۔ اللہ عزوجل کا فرمان ہے:

تم پر حرام کیا گیا مردار، اور خون اور خنزیر کا گوشت اور جس پر اللہ کے سوا دوسرے کا نام پکارا گیا ہو، اور جو گلا گھٹنے سے مرا ہو، اور جو کسی ضرب سے مر گیا ہو، اور جو اونچی جگہ سے گر کر مرا ہو، اور جسے درندوں نے پھاڑ کھایا ہو لیکن تم اسے ذبح کر ڈالو تو حرام نہیں، اور جو آستانوں پر ذبح کیا گیا ہو المآئدة (3).

قولی سنت نے بیان کیا ہے مری ہوئی ٹڈی (ٹڈی دل) اور مچھلی اور خون میں سے جگر اور تلی حلال ہے، چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" ہمارے لیے دو مری ہوئی چیزیں اور دو خون حلال کیے گئے ہیں، ٹڈی اور مچھلی، یعنی سب قسم کی مچھلی - اور جگر اور تلی "

اسے بیہقی وغیرہ نے موفوع اور موقوف روایت کیا ہے، اور اس کی موقوف سند صحیح ہے جو کہ مرفوع کے حکم میں ہے؛ کیونکہ یہ رائے کے ساتھ نہیں کہا جا سکتا.

4 ۔ فرمان باری تعالی ہے:

آپ کہہ دیجئے کہ جو احکام بذریعہ وحی میرے پاس آئے ہیں ان میں تو میں کوئی حرام نہیں پاتا کسی کھانے والے کے لیے جو اس کو کھائے، مگر یہ کہ وہ مردار ہو یا کہ بہتا ہوا خون ہو یا خنزیر کا گوشت ہو، کیونکہ وہ بالکل ناپاک ہے یا جو شرک کا ذریعہ ہو کہ غیر اللہ کے لیے نامزد کر دیا گیا ہو، پھر جو شخص مجبور ہو جائے بشرطیکہ نہ تو طالب لذت ہو اور نہ ہی حد سے تجاوز کرنے والا تو واقعی آپ کا رب غفور الرحیم ہے الانعام (145).

پھر سنت نبویہ نے بھی کچھ اشیاء حرام کی ہیں جو اس آیت میں ذکر نہیں، جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" ہر کچلی والا وحشی جانور اور ہر ذی مخلب پرندہ حرام ہے "

اس موضوع میں اس ممانعت کی اور بھی کئی احادیث ہیں مثلا خیبر والے روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" یقینا اللہ تعالی اور اس کا رسول تمہیں گھریلو گدھوں سے روکتے ہیں؛ کیونکہ یہ پلید ہیں "

اسے بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے.

5 ـ فرمان بارى تعالى ہے:

آپ كہہ ديجئے كہ اللہ تعالى كے پيدا كئے ہوئے اسباب زينت كو جن كو اس نے اپنے كے واسطے بنايا ہے اور كھانے پينے كى حلال چيزوں كو كس شخص نے حرام كيا ہے ؟ الاعراف (32).

تو سنت نے بھى بيان كيا ہے كہ زينت ميں كچھ ايسى اشياء بھى ہيں جو حرام ہيں، نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم سے ثابت ہے كہ ايك روز آپ صحابہ كرام كے پاس نكلے آپ كے ايك ہاتھ ريشم اور دوسرے ہاتھ ميں سونا تھا اور آپ نے فرمايا:

" يہ دونوں ميرى امت كے مردوں پر حرام ہيں، اور ان كى عورتوں كے ليے حلال "

اسے حاكم نے روايت كيا اور اسے صحيح كہا ہے.

اس معنى كى بہت سارى احاديث معروف ہيں جو صحيحين وغيرہ ميں ہے، اس كے علاوہ اور بھى كئى ايك مثاليں ہيں جو حديث اور فقہ كا علم ركھنے والوں كے ہاں معروف ہيں.

اوپر جوكچھ بيان ہوا ہے ۔ ميرے بھائيو ۔ اس سے مصادر تشريع اسلامى ميں سنت نبويہ كى اہميت واضح ہوتى ہے، اور جب مذكورہ بالا مثالوں كى طرف دوبارہ نظر دوڑاتے ہيں ۔ چہ جائيكہ ان مثالوں كو ديكھا جائے جنہيں ہم نے ذكر ہى نہيں كيا ۔ تو ہميں يقين ہو جاتا ہے كہ سنت نبويہ كے بغير قرآن مجيد كو سمجھا ہى نہيں جا سكتا، بلكہ ہميں اس كے ساتھ احاديث نبويہ كو ملانا پڑے گا.

ديكھيں: منزلۃ السنۃ فى الاسلام صفحہ (4 ـ 12).

ہم نصيحت كرتے ہيں كہ اس كے متعلق آپ شيخ البانى رحمہ اللہ كےپمفلٹ كا مراجع ضرور كريں، كيونكہ وہ اس موضوع ميں ايك قيمتى رسالہ ہے.

اس سے يہ واضح ہوتا ہے كہ كسى كے ليے بھى حلال نہيں وہ احكام كے ثبوت اور اسے مكلف پر لازم كرنے كے ليے سنت نبويہ كو قرآن سے جدا كرتے ہوئے صرف قرآن كا سہارا لے، اور جو كوئى بھى ايسا كريگا تو سب سے بڑا اور عظيم مخالف قرآن ٹھرے گا، كيونكہ اس نے قرآن مجيد ميں موجود اطاعت نبى كے حكم پر عمل نہيں كيا، اور نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم كے طريقہ پر نہيں چلا.

اور يہ واضح ہوا كہ سنت نبويہ قرآن مجيد كى تائيد اور وضاحت اور مطلق كو مقيد اور عام كو خاص كرتى ہے، اور اسى طرح سنت نبويہ ميں مستقل احكام بھى آئے ہيں، ان سب كا مسلمان شخص كو التزام كرنا لازم ہے.

آخری چیز یہ ہے:

یہ سمجھ لیں کہ ہم اسے اپنے اور ان افراد کے مابین تنازع شمار کرتے ہیں جو قرآن مجید پر اکتفا کرنا کافی خیال کرتے ہیں تو ہم انہیں کہینگے:

قرآن مجید میں ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ تنازع کے وقت قرآن اور سنت کی طرف رجوع کریں! اللہ تعالی کا فرمان ہے:

اے ایمان والو اللہ تعالی کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو، اور اپنے حکمرانوں کی، اور اگر تمہیں کسی معاملہ میں تنازع پیدا ہو جائے تو اسے اللہ اور اس کے رسول کی طرف لوٹاؤ، اگر تم اللہ تعالی اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہو، یہ بہت بہتر ہے، اور باعتبار انجام کے اچھا ہے النساء (59).

تو ہمارا مد مقابل اس قرآنی دلیل کا کیا کریگا؟ اگر وہ اسے قبول کرتا ہے تو پھر وہ سنت نبویہ کی طرف رجوع کرتا ہے اور اس کا قول باطل ہو جائیگا، اور اگر وہ سنت نبویہ کی طرف رجوع نہیں کرتا تو اس نے قرآن مجید کی مخالفت کی جس کے بارہ میں اس کا گمان تھا کہ وہ سنت سے کافی ہے.

اور سب تعریفات اللہ رب العالمین کی ہیں.

واللہ اعلم .